سوال

کے اُصول کیا ہیں [illegible]

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

ہل حدیث کے اُصول کیا ہیں جیسا کہ احناف کے اُصول یعنی ادلۃ شرعیۃ، کتاب وسنت، اجماع، قیاس اور استحسان وغیرہ۔ اس طرح اہل حدیث کے اصول کیا ہیں؟ (محمد بشیر الطیب، کویت)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

ناہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مایہ ناز کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں ان اصولوں کو تفصیل سے ذکر فرمایا ہے، آپ حجۃ اللہ سے المبحث السابع کا باب الفرق بین اہل الحدیث وأصحاب الرأی پڑھ لیں، اطمینان ہوجائے گا۔ ان شاء اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔

اہل حدیث اور اہل رائے کے درمیان فرق

توجان لے کہ بے شک سعید بن مسیب زہری اور ابراہیم کے عہد میں اور مالک، سفیان ثوری کے زمانہ میں اور ان کے بعد بھی ایسی قوم تھی کہ وہ دینی مسائل میں خوض بالرائے کو برا سمجھتے تھے اور فتویٰ دینے اور مسئلہ کا استنباط کرنے میں بہت خائف رہتے تھے، جب نہایت ہی ضرورت پیش آتی اور کوئی چا

ئے کے بارے سلف کے اقوال:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک بار کسی چیز کے بارے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں کہ کسی ایسی چیز کو تیرے لیے جائز کردوں جسے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر حرام کیا ہو یا کسی ایسی چیز کو حرام کردوں جو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر حلال کی ہو۔ 1

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! آزمائش کے آنے سے پہلے اس کی تفتیش نہ کرو، مسلمانوں میں ہمیشہ ایسے لوگ ہوتے رہیں گے جب ان سے سوال کیا جائے گا اس کا مسکت جواب دیتے رہیں گے۔ 2

اور اس کے قریب قریب عمر، علی، ابن عباس اور عبداللہ بن مسعود رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ایسے مسائل میں گفتگو کرنا جو ابھی نازل نہیں ہوئے کراہت مروی ہے۔

1 سنن دارمی [illegible] 2

1۔

ابو نضرہ کہتے ہیں جب ابو سلمہ بصرہ آئے تو میں اور حسن بصری ان کی ملاقات کے لیے گئے، انہوں نے حسن بصری کے لیے فرمایا: حسن بصری آپ ہیں؟ بصرہ میں تیری ملاقات سے زیادہ مجھے کسی کی ملاقات کا شوق نہیں تھا۔ اور یہ شوق اس لیے تھا کہ مجھے معلوم ہوا تھا کہ تو اپنی رائے سے مسئلہ کا جواب دیتا ہے

3۔

سے فتویٰ دینے کی کراہت:

امام شعبی سے سوال کیا گیا جب تم سے مسائل پوچھے جاتے تو تم کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: تم نے اس کے واقف سے یہ بات دریافت کی ہے جب کسی شخص سے سوال کیا جاتا تھا تو وہ اپنے پاس والے عالم سے پوچھ لیتا تھا اس کا جواب دے ایسے ہی وہ شخص دوسرے کو کہتا اور آہستہ آہستہ پہلے عا!

۔5 ان تمام آثار کو دارمی نے نقل کیا ہے۔

، وآثار کی کتابت:

پہلے اہل فتویٰ کے دور میں ظاہر نہ ہوئی تھیں۔

1 سنن دارمی [illegible] 2

3 سنن دارمی [illegible] 4

5ی

دہ علم رکھنے والے اہل حدیث ہیں :

امام شافعی نے امام احمد سے کہا کہ صحیح حدیث کا علم تمہیں ہم سے زیادہ ہے جو حدیث صحیح ہووہ ہمیں بتا دیا کریں تاکہ میں اسی کو اپنا مذہب قرار دوں چاہے وہ حدیث کوفی ہو شامی ہو یا بصری ، اسے ابن ہمام نے نقل کیا ہے ۔ امام شافعی نے امام احمد کو یہ بات اس لیے کہی کہ بہت سی احادیث ایسی ہی تھیں جنہ

اوران کے پاس تمام شہروں کے فقیہ صحابہ و تابعین کے آثار جمع ہو گئے اور متقدمین کی حالت ہی یہ تھی کہ وہ صرف اپنے شہر اور اپنے درجہ کے لوگوں کی حدیثیں جمع کر سکتے تھے ، نیز پہلے علماء اسماء الرجال اور راویوں کے درجہ عدالت کا اندازہ ان اُمور سے کر لیا کرتے تھے جو ان کو حالت کے مشاہدہ اور قر

ہ محدثین کا طبقہ :

اوراب اس طبقہ میں محدثین تقریباً چالیس ہزار احادیث کی روایت کرتے تھے ۔ امام بخاری کی نسبت یہ امر درست ہے کہ انہوں نے چھ لاکھ احادیث سے صحیح بخاری کو مختصر کیا ہے اور ابوداؤد کی نسبت بھی یہ ثابت ہوا ہے کہ پانچ لاکھ احادیث سے انہوں نے اپنی سنن کو مرتب کیا ہے اور امام احمد نے اپنی م

ں طبقہ کے نامور علماء یہ ہیں :

عبدالرحمن بن مہدی ، یحییٰ بن سعید قطان ، یزید بن ہارون ، عبدالرزاق ، ابوبکر بن ابی شیبہ ، مسدد ، ہناد ، احمد بن حنبل ، اسحاق بن راھویہ ، فضل بن دکین ، علی بن مدینی اور ان کے دیگر ہم رتبہ محدثین ۔

ات محدثین میں پہلا نمونہ :

ہات محدثین میں یہ پہلا نمونہ ہے جب محققین اہل حدیث نے فن روایت اور درجات حدیث خوب مکمل کر لیے تو اس کے بعد ان کی توجہ فقہ کی طرف مائل ہوئی ، انہوں نے جب دیکھا کہ بہت سی احادیث اور آثار فقہاء کے ہر ایک مذہب کے مخالف ہیں اسی وجہ سے متقدمین نے کسی خاص امام کی تقلید پر اتفاق

ئی بنیادوں پہ اتباع کیے گئے قواعد :

ں کا مسلک یہ تھا کہ جب تک کسی مسئلہ کا حکم قرآن سے ثابت ہو تو کسی دوسری چیز کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیے اور اگر قرآن میں مسئلہ کا حکم مختلف الوجوہ ہو تو اس کا فیصلہ احادیث سے کرنا چاہیے اور جب قرآن میں انہیں کوئی حکم نہیں ملتا تھا تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے تھے ، خواہ وہ ح

ب کسی مسئلہ میں کتاب و سنت سے نص نہ ملے :

جب نہایت کوشش اور تتبع احادیث کے بعد اس مسئلہ میں حدیث نہیں ملتی تھی تو اس وقت صحابہ یا تابعین میں سے ایک جماعت کی اقتداء کرتے تھے اس میں انہیں کسی قوم یا کسی شہر کی قید نہ تھی جیسا کہ ان کے قدماء کا طریقہ تھا ایسی صورت میں اگر جمہور خلفاء اور فقہاء کا اتفاق تھا تو وہ اطمینان کافی کے قابل

اور اگر اس مسئلہ میں ایک ہی قوت کے دو قول ہوا کرتے تو وہ مسئلہ ذات القولین رہا کرتا تھا اور اگر ان اُمور کی تتبع متعذر ہوتی تھی تو اس وقت کتاب و سنت کی عام تعبیروں میں ان کے ایماء و اقتضاء میں غور کیا کرتے تھے اور جب دو مسئلوں میں ایک جیسی حالت ہوتی تھی تو مسئلہ کو نظیر مسئلہ پر محمول کر لیا کرتے ۔

اصول متقدمین کے برتاؤ سے مستخرج ہیں :

اور یہ تمام اُصول متقدمین کے برتاؤ اور ان کی تصریحات سے مستخرج تھے ۔ میمون بن مہران سے منقول ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی مقدمہ پیش ہوتا تو وہ قرآن میں اس کے دعوے کا جواب تلاش کیا کرتے تھے اور اگر قرآن میں اس کا جواب نہ ملتا اور اس کے متعلق ان کو کوئی حدیث

1ۃ

کی طرف عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مکتوب :

ی شریح سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو تحریر کیا تھا کہ قرآن میں سے جو حکم تجھے معلوم ہو تو اس کے موافق فیصلہ کرنا ایسا نہ ہو کہ لوگ تجھے اس سے دور رکھیں اور اگر ایسا مسئلہ پیش ہو جس کا حکم قرآن میں نہ ملے تو حدیث کی تلاش کر کے اس کے موافق فیصلہ کرنا اور اگر قرآن و حدیث میں

ہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نصیحت :

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں ہم پر ایسا زمانہ گزرا ہے کہ ہم کسی مسئلہ میں فتویٰ نہیں دیتے تھے نہ ہی ہم اس درجہ تک پہنچے تھے ، اللہ نے مقدر کیا تھا کہ ہم کو اس درجہ تک پہنچا دیا ۔ جیسے تم دیکھتے ہو اس لیے آج سے جس کے سامنے کوئی فیصلہ پیش ہو تو وہ کتاب اللہ کے موافق اسکا فیص

ں عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ دینے کا انداز :

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قاعدہ تھا جب ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا اور اس کا حکم قرآن میں ہوتا تو اسی کے موافق فیصلہ کرتے تھے ، اگر قرآن میں اس کا حکم نہ ملتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم ثابت ہوتا تو وہی بیان کر دیتے ورنہ جو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہوتا تو و

1 سنن دارمی ، باب الفتیاء و ما فیہ من الشدۃ ۔

2ۃ

ں قرآن آجائے وہاں کسی کی رائے کی کوئی قدر نہیں :

۔ 1یہ تمام آثار دارمی نے بیان کیے ہیں۔

بر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی موجودگی میں کسی کی رائے کا اعتبار نہیں :

ﷺ علاوہ۔

1سنا

2ن

وئی مسئلہ واقع نہیں ہوا مگر اس طبقہ نے اس کے لیے حدیث یا اثر کو پالیا :

علماء نے فقہ کو ان قواعد کے لحاظ سے مرتب کردیا تو ان مسائل میں سے جن میں قدماء نے کلام کیا تھا یا جو اس موجودہ زمانے میں پیش آئے تھے کوئی مسئلہ ایسا نہ تھا جس کے متعلق کوئی حدیث مرفوع، متصل، مرسل یا موقوف صحیح یا حسن یا قابل اعتبار بہم نہ پہنچی ہو یا شیخین اور دیگر خلفاء یا قضاۃ اور فقہاء بلاد کے کسی

یت وعلم کے اعتبار سے احمد بن حنبل کا مقام اس طبقہ میں سب سے بڑا ہے :

ں زمانہ کے علماء میں سے نہایت عظیم المرتبت اور وسیع الروایت حدیث سے سب سے زیادہ واقف فقہ میں سب سے زیادہ غائر النظر امام احمد بن حنبل تھے رحمہ اللہ تعالی۔ امام احمد بن حنبل کے بعد اسحاق بن راھویہ کا مرتبہ ہے۔ اس طریق پر فقہ کو ترتیب دینے کے لیے بکثرت احادیث وآثار جمع کرنے کی ضر

ح حدیث کا دوسرا دور :

نے ایک دوسرا دور پیدا فرمایا۔ انہوں نے اپنے اصحاب کو دیکھا کہ حدیث کی محنتوں سے انہوں نے اور لوگوں کو فارغ کردیا ہے۔ فقاہت کا سامان کرچکے ہیں، تفقہ میں انہی کے قواعد کا لحاظ رکھا اس لیے ان پچھلے لوگوں نے دوسرے فنون کا رُخ کیا، صحیح حدیثوں کو بالکل ممیز کردیا، جو کبرائے اہل حدیث کے نز

ین میں سب سے زیادہ عالم اور مشہور :

میرے نزدیک وسعت علمی میں سب سے زیادہ نافع مصنف اور سب سے زیادہ مشہور تر چار اشخاص ہیں جن کا زمانہ قریب قریب ہے۔

راللہ محمد بن اسماعیل بخاری :

بداللہ بخاری ہیں ان کی غرض یہ تھی کہ تمام ایسی احادیث کا مجموعہ خالص کردیں جن میں صحیح، مستفیض اور متصل ہونے کے اوصاف ہیں اور ان احادیث سے فقہ، سیرت اور تفسیر کو مستنبط کریں، اس لیے انہوں نے اپنی جامع صحیح کو تصنیف کیا اور جس شرط پر تصنیف کی تھی اس کو پورا کردیا، ہمیں معلوم ہوا

م بن حجاج نیشاپوری :

دوسرے مصنف مسلم نیشاپوری ہیں۔ انہوں نے بھی یہی قصد کیا کہ متفق علیہ حدیثوں کو خالص کردیں، جن پر محدثین نے اتفاق کیا ہو اور وہ متصل مرفوع کے درجہ کی ہوں، ان سے دینی احکامات مستنبط ہوسکیں اور یہ بھی انہوں نے قصد کیا کہ احادیث کو قریب الفہم کردیں اور استنباط مسائل میں ان سے آسانی

داشعث بن سلیمان سجستانی :

تیسرے مصنف ابوداؤد سجستانی ہیں۔ ان کا قصد یہ تھا کہ ایسی احادیث جمع کی جائیں جن سے فقہاء استدلال کرتے ہیں، فقہاء میں ان کا تذکرہ رہتا ہے اور علماء بلاد نے ان احادیث کو احکام کی بنیاد قرار دیا ہے، اس مقصد کی بناء پر انہوں نے اپنی سنن کو تصنیف کیا اور اس میں صحیح، حسن، لین اور قابل عمل حدیثیں

ابوداؤد کہتے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں ایسی کوئی حدیث جمع نہیں کی ہے جس کے ترک کرنے پر سب کا اتفاق ہو جو حدیث ضعیف تھی اس کا ضعف اور جس حدیث میں کوئی خدشہ یا علت کی بات تھی اس کی وجہ علت، صاف بیان کردی۔ حدیث میں خوض کرنے والا اس وجہ کو خوب سمجھ سکتا ہے، ہر حدیث

ں محمد بن عیسیٰ بن سورہ الترمذی :

تھے مصنف ابو عیسیٰ الترمذی ہیں، انہوں نے شیخین بخاری ومسلم کے طریقوں کو پسندیدہ صورت میں جمع کردیا جہاں ان دونوں نے صاف صاف بیان کیا یا ابہام رکھا تھا، دونوں کو عمدہ شکل میں کردیا اور اس لیے کہ ہر ایک صاحب مذہب کے مسائل کو مفصل بیان کردیا اور ابوداؤد کے مقاصد کی بھی تکمیل کردی۔

کے مقابلہ میں ان علماء کا پیدا ہونا جو روایت حدیث سے توڑتے تھے لیکن فتویٰ دینے میں نہیں گھبراتے تھے :

ان ثوری اور ان کے بعد ان محتاط لوگوں کے مقابلہ میں ایسے علماء بھی تھے جو مسائل بیان کرنے کو ناپسند نہ سمجھتے تھے اور نہ ہی فتویٰ دینے میں ان کو کوئی باک تھا، وہ کہتے تھے کہ دین کی بناء فقہ پر ہی ہے، اس لیے اس کی اشاعت ضروری ہے، یہ علماء حدیث بیان کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک س

کہ مجھے یہ زیادہ محبوب ہے کہ میں کہوں عبداللہ نے یہ کہا اور علقمہ کا یہ قول ہے، اور ابن مسعود جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کرتے تو ان کا چہرہ بدل جاتا تھا۔ اس وقت وہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی یا اس کی مثل فرمایا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ نے جب انصار کی ایک جماع

یث کے ساتھ قلت اہتمام کا سبب :

اس وجہ سے حدیث، فقہ اور مسائل کو مدون کرنے کی دوسری طرز کی ضرورت پڑی، ان کے پاس اتنی احادیث اور آثار نہ تھے جن سے وہ لوگ فقہ کو ان اصولوں کے موافق مستنبط کرسکتے جن کو اہل حدیث نے پسند کیا تھا اور علمائے بلاد کے اقوال میں غور اور بحث میں ان کو کشادہ دلی نہ تھی اور اپنے اپنے امامو

کے قاعدہ پر فقہ کی ترتیب :

ن ان علماء کے ذہن میں فطانت اور سرعت انتقال ایسی تھی جس سے وہ مسائل کا استخراج بخوبی کرتے تھے اور اپنے اصحاب کے اقوال سے اسے خوب پیوند لگاتے تھے اور جو چیز جس کی پیدائش میں ہوا کرتی ہے وہی اس کے لیے آسان ہوجایا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے :

{ كُلُّ حِزْبٍ م بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ } [الروم : ٣٢]

ہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے۔ ''

اس طرح ان علماء نے تخریج کے قاعدہ پر فقہ کی ترتیب دی ہر شخص اس کی کتاب کو محفوظ رکھتا تھا جو ان کے اصحاب کی زبان اور اقوال علماء کا زیادہ واقف اور ترجیح میں زیادہ درست رائے ہوا کرتا تھا، اس لیے ہر مسئلہ میں وہ حکم کی وجہ میں غور کرسکتا تھا جب کسی عالم سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو وہ اپنے ا

کبھی کبھار بعض کلام میں کوئی اشارہ یا اقتضاء ہوا کرتی تھی اس سے امر مقصود سمجھ آجایا کرتا تھا۔ اور کبھی کسی مصرح مسئلہ کی کوئی نظیر ہوا کرتی تھی اسی نظیر پر اصل مسئلہ کو حمل کرلیا کرتے تھے۔ اور کبھی انہوں نے مصرح حکم کی علت میں غور کیا اور اسی علت کو غیر مصرح حکم میں ثابت کردیا۔

اور کبھی اس عالم کے اس مسئلہ میں دو قول ہوا کرتے تھے اگر ان کو قیاس اقترانی یا شرطی کے ہم شکل کرلیتے تو مسئلہ کا جواب اس سے حاصل ہوجاتا تھا۔

اور کبھی ان کے کلام میں ایسے اُمور ہوتے جو مثال اور تقسیم سے معلوم ہوتے تھے لیکن ان کی تعریف جامع اور مانع معلوم نہ ہوتی اس لیے ان فقہاء نے اصل زبان کی طرف رجوع کیا اور اس چیز کے ذاتیات معلوم کرنے کی کوشش کی اور ان کی تعریف جامع و مانع مرتب کردی اور ان میں جو ابہام تھا اسے صٖ

اور کبھی ان کی کلام میں چند وجوہ کا احتمال ہوتا انہوں نے دو احتمالوں میں سے ایک کو متعین کردیا اور کبھی دلائل کا انداز ایسا نہ ہوتا جس سے نتیجہ صاف نکلتا، انہوں نے ان دلائل کو بخوبی بیان کردیا اور کبھی بعض اصحاب التخریج اپنے ائمہ کے فعل اور سکوت وغیرہ سے استدلال کیا کرتے تھے۔

مذہب میں مجتہدین :

ان طرقِ مذکورہ کا نام تخریج تھا اور اسی کے متعلق کہا کرتے تھے کہ فلاں شخص نے قول کو اس طرح خارج کیا ہے یا فلاں مذہب کے موافق یا فلاں قاعدہ کے موافق یا فلاں شخص کے قول کے موافق مسئلہ کا جواب اس اس طرح ہے اور ان کے تخریج کرنے والوں کو مجتہدین فی المذہب کہتے تھے اور جس کا یہ قول۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل

جلد02ص814-837

محدث فتویٰ